روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | منگل ۱۱۔ رجب ۱۴۱۱ھ، ۲۹۔ صلح ہش ۱۳۷۰، ۲۹۔ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکلیفوں کا زمانہ لمبا چلنے والا ہے

خلیج کے بحران کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ کا ایک ارشاد:

"آپ دعائیں کریں اور دعائیں کرتے چلے جائیں۔ کیونکہ یہ تکلیفوں کا زمانہ ابھی لمبا چلنے والا ہے۔ ابھی حالات نے کئی پلٹے کھانے ہیں۔ کئی نئے ادوار میں داخل ہونا ہے۔ اس لئے دعا کے لحاظ سے ابھی تاخیر نہیں ہے۔ ہم تو پہلے بھی دعائیں کرنے والے لوگ ہیں۔"
(الفضل ۱۵۔ ستمبر ۱۹۹۰ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اللہ تعالےٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں۔ بعض وقت دنیوی لذات، آرام اور طیّبات کے رنگ ہیں۔ بعض وقت عسرت اور مصائب ہیں۔ تاکہ ان کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں باتیں میسّر آئیں۔ سو جس قدر ہم آپؐ کے اخلاق پیش کر سکیں گے کوئی اور قوم اپنے کسی نبی کے اخلاق پیش نہ کر سکے گی۔"
(ملفوظات جلد اوّل جدید صـ۱۱)

"یہ سچّی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا، بلکہ خدا تعالےٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے۔ جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔"
(ملفوظات جلد اوّل جدید صـ۸)

سانحۂ ارتحال

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب الکیمسٹ والے (جو مکرم حافظ محمد صدیق صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے) طویل علالت کے بعد ۲۲۔ جنوری ۱۹۹۱ء کی صبح وفات پا گئے آپ کی عمر ۸۶ سال تھی۔ موصوف اپنے محلہ دار الرحمت شرقی الف کی مجلس موصیان کے صدر تھے۔ نماز جنازہ بیت المہدی گولبازار میں ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے مکمل ہونے پر مکرم چوہدری محمد شریف صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے دعا کروائی موصوف نے اپنی یادگار ۵ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں جو شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم قریشی صاحب موصوف کو بلند درجات عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تقریب شادی

○ مکرم ڈاکٹر ساجد احمد صاحب صادق کے نکاح کا اعلان عزیزہ لبنیٰ صاحبہ بنت مکرم عبد المجید صاحب نیاز سے مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب نے مورخہ ۲۸۔ دسمبر ۹۰ء کو تیس ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔ نکاح کے اعلان سے قبل آپ نے مختصر مگر بہت مؤثر و دلچسپ نصائح فرمائیں۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

مورخہ ۲۹۔ دسمبر ۹۰ء کو مکرم صادق محمد صاحب نے ایوان محمود میں وسیع پیمانہ پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں مقامی احباب و معززین بکثرت شامل ہوئے۔ تقریب کے اختتام پر مکرم چوہدری محمد شریف صاحب استاذ جامعہ نے دعا کروائی۔

(عبد الباسط شاہد)

○ مکرمہ قدسیہ سلیم صاحبہ بنت مکرم ملک یوسف سلیم صاحب ایم اے انچارج صیغہ زود نویسی کی شادی ۲۷۔ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعرات ایوان محمود ربوہ میں انجام پائی۔

باقی صـ۷ پر

کس عُمر سے بچّے کی تربیت کا زمانہ شروع ہوتا ہے؟

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض اس لئے ہی اپنے نواسوں سے محبت نہ تھی کہ وہ آپؐ کے نواسے تھے بلکہ اس لئے بھی آپؐ کو ان سے بہت زیادہ محبت تھی کہ وہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے بیٹے تھے مگر باوجود اس محبت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال نہ فرمایا کہ انہیں بچپن میں آداب سکھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ جب بڑے ہونگے تو خود ان کی اصلاح ہو جائے گی۔ بلکہ بچپن میں اس بات کا خیال رکھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپؐ کے پاس صدقے کی کچھ کھجوریں آئیں۔ ان میں سے ایک کھجور امام حسینؓ نے اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر خاموشی اختیار نہ کی۔ اور صرف اتنا ہی نہ کیا کہ کھجور ان کے منہ سے نکلوا دی۔ بلکہ ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے چھوٹے چھوٹے ذرات بھی نکال دیئے۔ میں سمجھتا ہوں آج اگر کوئی شخص ایسا معاملہ اپنے بچے سے کرے تو کئی لوگ ہونگے جو کہہ دیں گے۔ جی بچہ تھا۔ ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ تو کیا حرج ہو گیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے ذرّے نکالے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام حسینؓ روتے اور ضد کرتے ہونگے۔ مگر آپؐ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کے ذرّات تک نکال ڈالے اور یہ تھپڑ مارنے سے کم نہیں ہے پھر ان کی اسی عمر کا واقعہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آگے سے کھانا نہیں کھا رہے تھے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا۔ اپنے آگے سے لو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔۔۔۔ یہ اڑھائی برس کی تربیت کا واقعہ ہے۔ جس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ کس عمر سے بچے کی تربیت کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اڑھائی برس کی عمر میں اپنے نواسے کی تربیت کی ہے اور اس کی حرکات کی نگرانی کی ہے تو کیا ہمارے نرالے بچے ہیں کہ ان کی نگرانی نہ کی جائے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے کہ بچہ ہے۔ ناسمجھ ہے۔ بڑا ہو کر سمجھ جائے گا۔ اگر یہ عمر سمجھنے کی نہ ہوتی

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹۔ صلح ۱۳۷۰ ہش ۔۔۔ ۲۹۔ جنوری ۱۹۹۱ء

خدا سے تعلق

گہرا ۔۔۔ کامل ۔۔۔ غیر متزلزل

حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

اگر آپ اللہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو خدا تعالیٰ سے پیار ۔اور محبت کا اتنا گہرا اور اتنا کامل اور اتنا غیر متزلزل تعلق پیدا کرنا پڑے گا کہ دنیا کی صورت حال آپ کے ارادہ کو بدل نہ سکے آپ عزت کے ساتھ سر اٹھا کر ہر جگہ گھومیں پھریں اور محسوس کریں کہ آپ آزاد ہیں اور یہ لوگ غلام ہیں۔"

یہ کون نہیں چاہے گا کہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہو اور یہ تعلق مضبوط ہو ۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ تعلق کیسا ہونا چاہیئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ تعلق گہرا اور کامل اور غیر متزلزل ہونا چاہیئے ۔ گہرا نہ ہو تو تعلق بے دلی کا ہوگا ۔ ہؤا ہؤا نہ ہؤا نہ سہی ۔ اور کبھی ہو گیا تو ٹھیک ہے اور کبھی نہ ہؤا تو بھی ٹھیک ہے ۔ اس قسم کا تعلق تو گہرا کہلانے کا مستحق نہیں اور اس قسم کا تعلق پوری طرح مفید بھی نہیں ہو سکتا ۔ پھر حضور انور فرماتے ہیں کہ یہ تعلق کامل ہونا چاہیئے ۔ پورے طور پر انسان خدا کا ہی ہو جائے ۔ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے ایسا سروکار نہ رکھے کہ خدا کو بھول جائے ۔ دنیا کی حیثیت اس کیلئے ثانوی ہو جائے اور خدا ہی خدا پیش نظر رہے ۔ یہ نہیں کہ آدھا خدا کے لئے اور آدھا دنیا کے لئے ۔ سب کچھ خدا کے لئے ہو ۔ ہر بات اور ہر کام اسی کی خاطر ہو ۔ اس کے بغیر تعلق کامل نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک حصہ خدا کے لئے ہے اور باقیماندہ دنیا کے لئے تو اللہ تعالےٰ اپنے اس حصہ کو بھی قبول نہیں کرتا ۔ سارے کا سارا خدا کے لئے ہونا چاہیئے ۔

تیسری بات جو حضور انور نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق غیر متزلزل ہونا چاہیئے اور یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ حالات اچھے ہوئے تو خدا کا نام لے لیا اور اس سے تعلق کا اظہار کر دیا اور حالات اچھے نہ ہوئے تو خدا کو بھلا دیا بلکہ اس سے شکوہ شروع کر دیا ۔ جیسے بعض لوگ مصیبت کے وقت خدا سے شکوہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں کہ یہ مصیبت ہمارے ہی لئے رکھی ہوئی تھی ۔ اس تعلق کو کامل نہیں کہا جا سکتا ۔ کامل تعلق تو اس طرح استوار ہو سکتا ہے کہ حالات چاہے کچھ ہی ہوں انسان خدا کا ہی رہے اس کا شکر ادا کرے اور اسکی ہر بات میں حکمت دیکھنے اور سوچنے کی کوشش کرے ۔ حالات چاہے کیسے ہوں اس کے ارادے متزلزل نہ ہوں ۔ پس خدا سے تعلق گہرا ہو ۔ کامل ہو اور غیر متزلزل ہو ۔

یہ مسلمان کا ہے اور یہ گھر کس کا ہے
دل یہ کس کا ہے یہ سر کس کا جگر کس کا ہے
اپنی افواج کو پیغام دیا ہے بُش نے
تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے

ابوالاقبال

○

خطا معاف ، خطا کو خطا کہو تو سہی
مجھے تم اپنا مزاج آشنا کہو تو سہی

صبا کو تم نے بگولوں کا دے دیا ہے نام
کبھی نسیمِ سحر کو صبا کہو تو سہی

جو لے گیا بحفاظت تمہیں کنارے پر
وہ جو بھی ہے اسے تم ناخدا کہو تو سہی

علاج ہو کہ نہ ہو کچھ بھرم تو رہ جائے
جو دے رہا ہوں ، اُسے تم دوا کہو تو سہی

یہ شرق و غرب کے لوگ آپ جان لیں گے اسے
کسی خیال کو تم فلسفہ کہو تو سہی

فقیہِ شہر کی چُپ چاپ مان لی ہے بات
تم اس کی بات کو اچھا ، بُرا ، کہو تو سہی

تمہارا چہرہ نکھر جائے آئنہ کی طرح
کسی کے چہرے کو تم آئنہ کہو تو سہی

ہے جس کی پُشت پہ ہاتھ اس قدیر و قادر کا
اسی کے نقش کو تم نقشِ پا کہو تو سہی

ہے جس کی دست نگر دو جہاں کی ہر اک چیز
وہی خدا ہے ، اسے تم خدا کہو تو سہی

نسیمؔ اپنی وفا پر یہ ناز کیا معنی
جو بے وفا ہیں انہیں باوفا کہو تو سہی

نسیمؔ سیفی

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"یہ ایک واقعی اور یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ اُن لوگوں کی مدد کرتا ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں ۔ لیکن جو کسل اور سستی سے کام کرتے ہیں وہ آخر کار ہلاک ہو جاتے ہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

تلقینِ عمل

فرماتا ہے۔

جب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کا یہ پیغام سنا تو نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا۔ اے موسیٰ وہ دن بھول گئے جب ہم تجھے پالا کرتے تھے۔ اور جب کہ تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہم میں گزارے اب تجھے بھی باتیں کرنی آگئیں ہیں۔ اور تو جو ہمارے ٹکڑوں پر پلا ہے اب ہمیں ہی نصیحت کرنے کے لئے آگیا ہے۔ یہ الفاظ اس نے موسیٰ کی تحقیر کے لئے اسی طرح کہے جس طرح فقیہوں اور فریسیوں نے جب مسیح کو کوچوں اور بازاروں میں تبلیغ کرتے اور خدائے واحد کا نام بلند کرتے دیکھا تو انہوں نے کہا کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں۔ اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہودا نہیں اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں۔ پھر یہ سب کچھ اس میں کہاں سے آیا اور انہوں نے اس کے سبب سے ٹھوکر کھائی۔ (متی باب ۱۳، آیت ۵۵ اور ۵۶)

جس طرح فریسیوں کے لئے یہ بات حیرت کا موجب تھی کہ یہ شخص جو ایک بڑھئی کا بیٹا ہے اور جس کی تمام بہنیں ہمارے ہاں بیاہی ہوئی ہیں۔ ہمیں وعظ اور نصیحت کرنے کے لئے آگیا ہے۔ اسی طرح فرعون کے لئے بھی یہ بات حیرت کا موجب ہوئی کہ موسیٰ جسے اس کی ماں نے ہم سے ڈرتے ہوئے سمندر کی طوفانی موجوں میں پھینک دیا تھا۔ اور جسے بچا کر ہم نے اپنے گھروں میں رکھا اور اس کی پرورش کی وہی ہمارے ٹکڑے کھانے کے بعد آج ایسا طوطا چشم نکلا ہے کہ میری طاقت اور عظمت کا اس نے ذرا بھی پاس نہیں کیا اور اس نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میں اس کی غلامی اختیار کروں۔ فرعون اس وقت موسیٰ کی ابتدائی حالت اور اپنے موجودہ عروج کو دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ اس بات کو بھول گیا کہ بعض دفعہ ایک چھوٹا سا بیج بویا جاتا ہے لیکن بعد میں وہ نشوونما پاتے پاتے اتنا ترقی کر جاتا ہے کہ دنیا حیران ہو جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایک چیز ابتدا میں نہایت اہم نظر آتی ہے لیکن اس کا انجام اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے کہ ایک چھوٹی سی بات کو اتنی اہمیت اور عظمت کیوں دے دی گئی۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل قریباً ہم عمر تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ایسی حالت میں ہوئی کہ آپ کے والد آپ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اگر وہ زندہ بھی ہوتے تو پھر بھی وہ کوئی مالدار آدمی نہیں تھے۔ آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی امیر لوگوں میں سے نہ تھے۔ اور گو آپ آسودہ حال ضرور تھے لیکن چونکہ آپ ایک سخی آدمی تھے اس لئے آخری عمر میں آپ کی دولت بہت کم ہو گئی تھی۔ پس اول تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان کوئی امیر خاندان نہیں تھا۔ دوسرے آپ خصوصیت سے غریبانہ حالت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ پس آپ کی پیدائش پر آپ کی والدہ نے کیا خوشی کی ہو گی۔ آپ کی والدہ کے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔ لوگ تو دنیا کو دیکھتے ہیں۔ مال اور دولت کو دیکھتے ہیں جہاں روپیہ ہوتا ہے وہاں جمع ہو جاتے ہیں مگر آپ کی والدہ کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ شائد آپ کے قریبی رشتہ دار مبارک باد دینے کے لئے آگئے ہوں مگر دوسرے لوگوں نے آپ کی پیدائش کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ لیکن ابوجہل کا باپ مالدار تھا جب وہ پیدا ہوا ہو گا۔ اس کے ماں باپ نے کتنی خوشیاں منائی ہوں گی۔ ابوجہل کا نام ابوالحکم تھا۔ یعنی حکمتوں کا باپ۔ عقل مند دانا اور مدبر لیکن بعد میں اس نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت کی اور حماقت کا اظہار کیا تو مسلمانوں نے اس کا نام ابوجہل رکھ دیا۔ ابوجہل کے ماں باپ چونکہ مالدار تھے۔ اس لئے جب وہ پیدا ہوا ہو گا تو ہر شخص جس کی ضروریات ان سے وابستہ ہوں گی۔ ان کے گھر پہنچا ہو گا اور اس کی پیدائش پر مبارک باد دی ہو گی۔ اور کہا ہو گا ہمارا ملک کتنا ہی خوش قسمت ہے جس میں اس جیسا بچہ پیدا ہوا۔ اس کے چہرے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اقبال کا ستارہ کتنا بلند ہے۔ غرض اس کی تعریف میں لوگوں نے ہزاروں مبالغے کئے ہوں گے۔ معلوم نہیں اس کی پیدائش پر کتنے اونٹ ذبح کر کے دعوتیں کی گئی ہوں گی۔ خوشی میں دفیں بجائی گئی ہوں گی۔ عورتوں نے گیت گائے ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر آپ کے گھر کے پاس سے گزرنے والے یہ خیال کرتے ہوں گے کہ ایک غریب کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے جو خود بخود ختم ہو جائے گا۔ لیکن ابوجہل کی پیدائش پر اس کے گھر کے پاس سے گزرنے والے یہ سمجھتے ہوں گے کہ آج ایک رئیس پیدا ہوا ہے۔ نہ معلوم بڑا ہو کر یہ کیا کچھ کرے گا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا تو بظاہر ایک ادنیٰ رنگ میں ہوئی لیکن انتہا کیا ہوئی کوئی بچہ جس کو دائیاں لینے کے لئے تیار نہیں تھیں جس کی پیدائش پر مکہ والوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا جب فوت ہوا تو عرب کی تاریخ میں ہی نہیں ساری دنیا کی تاریخ میں ایک غیر معمولی حیثیت رکھتا تھا۔ گویا آپ پر یہ الٰہی نوشتہ اپنی پوری شان کے ساتھ صادق آیا کہ وہ پتھر جسے معماروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔

(مرقس باب ۱۲ آیت ۱۰)
(لوقا باب ۲۰ آیت ۱۷)

سارے عرب قبائل آپ کے زیرِ سایہ تھے۔ جو آپ سے پہلے کسی بادشاہ کے مطیع نہیں ہوئے تھے۔ پھر بادشاہوں کو جو ظاہری عظمت حاصل ہوتی ہے اس کی وجہ سے ڈر کے مارے لوگ ان کی بڑائیاں بیان کرتے ہیں لیکن دل انہیں ہزاروں ہزار گالیاں دیتے ہیں۔ بادشاہ جب مر جاتے ہیں تو بے شک ان کی موت سے ملک کو صدمہ بھی ہوتا ہے لیکن لوگ یہی کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ اگر مر گیا ہے تو کوئی دوسرا شخص بادشاہ بن جائے گا۔ اور وہ وہی کام شروع کر دے گا۔ جو پہلا بادشاہ کرتا تھا۔ انگریزی میں ایک مثل ہے "KING NEVER DIES" یعنی بادشاہ کبھی نہیں مرتے۔ ایک بادشاہ مر جاتا تو دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور پہلے بادشاہ اور دوسرے بادشاہ میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہوتا۔ اگر قوم بیدار ہوتی ہے تو دوسرے بادشاہ کے وقت میں بھی وہ ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا آپؐ کی وفات کو تمام عرب نے جو اس وقت آپ کی خوبیوں اہمیت اور عظمت کا قائل ہو چکا تھا۔ ایک انسان کی موت خیال نہیں کیا ملک کی موت خیال نہیں کیا۔ بلکہ دنیا کی موت خیال کیا۔ چنانچہ حسان بن ثابت نے آپ کی وفات پر جو شعر کہے ہیں۔

کُنتَ السَّوادَ لِنَاظِرِی فَعَمِی عَلَیکَ النَّاظِرُ
مَن شَاءَ بَعدَکَ فَلیَمُت فَعَلَیکَ کُنتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے محمد رسول اللہ آپ تو میری آنکھوں کی پتلی تھے۔ آپ کی وفات نہیں ہوئی بلکہ میری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ اب کوئی شخص مرتا پھرے مجھے اس سے کیا میں تو آپ کے متعلق ہی ڈرتا تھا۔ یہ وہ جذبہ عقیدت تھا جو آپ کے متعلق صحابہؓ میں پایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے ایک شاعرانہ کلام ہی نہیں کہا بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ تمام عرب نے حسان بن ثابت کے ان شعروں کو اپنے ہی جذبات کا اظہارِ خیال کیا۔ گویا عرب کی آواز حسان بن ثابت کی زبان پر جاری ہو گئی۔ تاریخ کہتی ہے کہ ہفتوں تک مدینہ، مکہ اور دوسرے مسلمان شہروں والے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے بازاروں میں چلتے ہوئے اور اپنے کاروبار کرتے ہوئے یہی شعر پڑھتے تھے۔

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر۔

لیکن ابوجہل جس کی پیدائش پر ہفتوں اونٹ ذبح کر کے لوگوں میں گوشت تقسیم کیا گیا تھا۔ جس کی پیدائش پر دفوں کی آواز سے مکہ کی فضا گونج اٹھی تھی۔ بدر کی لڑائی میں جب مارا جاتا ہے تو پندرہ سال کے دو انصاری چھوکرے تھے جنہوں نے اسے زخمی کیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جنگ کے بعد لوگ جب واپس جا رہے تھے تو میں میدان میں زخمیوں کو دیکھنے کے لئے چلا گیا۔ آپ بھی مکہ ہی کے تھے اس لئے ابوجہل آپ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں میں میدانِ جنگ میں پھر ہی رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ابوجہل زخمی پڑا کراہ رہا ہے جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوتے کہا کہ میں اب بچتا نظر نہیں آتا تکلیف زیادہ بڑھ گئی ہے تم بھی مکہ والے ہو میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ تم مجھے مار دو۔ تا میری تکلیف دور ہو جائے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں عرب کا سردار ہوں اور عرب میں یہ رواج ہے کہ سرداروں کی گردنیں لمبی کر کے کاٹی جاتی ہیں۔ اور یہ مقتول کی سرداری کی علامت ہوتی ہے۔ میری یہ خواہش

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

حضرت امام جماعت الثانی (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) اپنی حرم محترم حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی اور اپنی بہو حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی حرم امام جماعت الثالث کے ہمراہ ہندوستان سے پاکستان کی نوزائیدہ اسلامی مملکت میں تشریف لے آئے۔ حضور اسی تاریخ کو سوا بجے دوپہر حضرت نواب محمد علی خان صاحب (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کی کوٹھی دارالسلام سے روانہ ہوئے اور ساڑھے چار بجے شام بخیریت محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لاہور کی کوٹھی واقعہ ۱۳ ٹمپل روڈ لاہور میں پہنچے اور اس طرح جماعت احمدیہ کے اس دور کا آغاز ہوا جس کے متعلق خود حضور نے فرمایا تھا کہ "آج ہر احمدی سمجھ لے کہ اب احمدیت پر ایک نیا دور آیا ہے" نقل مکانی کے موقع پر جماعت کو انتہائی کٹھن صبر آزما اور مصائب و آلام سے پر تاریک گھڑیوں میں سے گذرنا پڑا۔ اور اسی وجہ سے حضور نے یہ محسوس کیا کہ "میرے سامنے ایک درخت کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں بلکہ ایک باغ کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے"۔ مصائب و مشکلات کے یہ انتہائی تاریک ایام جماعت احمدیہ نے حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کی عظیم المثال قیادت میں جس جرأت دلیری، فدائیت، صبر و تحمل، نظم و ضبط کے ساتھ گزارے۔ اس میں احمدی خواتین کا بھی خاص حصہ تھا۔ انہوں نے بھی اپنی استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقعہ پر ایمان والوں کے کردار کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ (اس بات پر تعریف سب اللہ تعالیٰ ہی کی ہے) قادیان کے خونچکاں واقعات اور وہاں کے حالات ایسے المناک تھے کہ غم و اندوہ کے باعث جذبات پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔ اور صبر و تحمل کا دامن چھوٹ چھوٹ جاتا تھا۔ مگر ایسے حالات میں حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) نے احمدی خواتین کے سامنے اپنی اولوالعزمی کا شاندار عملی نمونہ پیش کر کے انہیں صبر و تحمل اور عزم و استقلال کا جو سبق دیا وہ اس قابل ہے کہ احمدی خواتین ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں یہ نمونہ حضور کے ہی مبارک الفاظ میں درج ہے حضور فرماتے ہیں "قادیان کے چھوٹ جانے کا صدمہ لازماً طبیعتوں پر ہوا ہے میری طبیعت پر بھی اس صدمے کا اثر ہے لیکن میں نے جب قادیان چھوڑا تو یہ عہد کر لیا تھا کہ میں اس کا غم نہیں کروں گا۔ میری ایک لڑکی کے ابھی بچہ پیدا ہوا تھا وہ میرے پاس رخصت ہونے کے لئے آئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا خاموش رہو۔ یہ وقت رونے کا نہیں بلکہ یہ وقت کام کا ہے۔ چنانچہ میں نے اس عہد کو سختی سے نبھایا ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جب میں ایک عزم کر چکا ہوں تو میں اس عزم کو آنسوؤں کے ساتھ کیوں مشتبہ کر دوں۔ ہم اپنے آنسوؤں کو روک دیں گے یا ...."

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں حضرت سیدنا فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) کی روح پر جنہوں نے ہر نازک سے نازک موقعے پر شجاعت اور دلیری اور اولوالعزمی کا بینظیر عملی نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا۔ خدا کرے کہ ہم سب اس نمونے کو اپنانے کی توفیق پائیں۔ قادیان سے روانگی کے بعد الفضل کا سب سے پہلا پرچہ ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور سے شائع ہوا۔ اس کے صفحہ اول پر حضور کا اہم نوٹ جلی الفاظ میں زیر عنوان "کیا آپ سچے احمدی ہیں" شائع ہوا۔ اس نوٹ کا ایک حصہ درج ذیل ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا۔

"اگر آپ سچے احمدی ہیں تو آج ہی سے اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ دعاؤں پر زور دیں نمازوں پر زور دیں۔ اگر آپ کی بیوی نماز میں کمزور ہے۔ اسے سمجھائیں۔ باز نہ آئے طلاق دے دیں۔ اگر آپ کا خاوند نماز میں کمزور ہے تو اسے سمجھائیں۔ اگر اصلاح نہ کرے تو اس سے خلع کرا لیں۔ اگر آپ کے بچے نماز میں کمزور ہیں تو ان کا اس وقت تک کے لئے مقاطعہ کر دیں کہ اپنی اصلاح کریں"۔

حضور کے ان الفاظ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان پر آشوب ایام میں نمازوں اور دعاؤں پر زور دینے کے متعلق حضور کے جذبات کیا تھے اور اس سلسلے میں حضور جماعت کے مردوں، عورتوں اور بچوں سے کیا توقع رکھتے تھے۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم)

شذرات ــــــ نون۔ سین

طبی دنیا میں عدم توجہگی

ایک چھوٹے سے بچے کو گولی دی گئی تو وہ اس کے سانس کی نالی میں جا پہنچی اور اس بچے کی افسوسناک وفات ہو گئی۔ ایک اور عورت کو ٹیکہ لگایا گیا تو ٹیکے کا اتنی زبردست ری ایکشن (ردِ عمل) ہوا کہ وہ بیچاری ٹیکے کے بعد آدھ گھنٹہ تک بھی زندہ نہ رہ سکی۔ طبی دنیا میں ایسے بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں لیکن اب یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ انسانی غلطی تو اور بات ہے بعض ڈاکٹر یا نرسیں عدم توجہی یا جان بوجھ کر ٹیکہ لگا کر کسی کی موت کا باعث بن جاتے ہیں۔ حال ہی میں ہمارے ایک دوست امریکہ سے واپس آئے تو کہنے لگے کہ وہاں تو ڈاکٹر اب علاج کرتے ہوئے ڈرتا ہے۔ (ممکن ہے یہ ان کا تاثر ہی ہو) کیونکہ ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ اگر خدانخواستہ موت واقع ہو گئی تو کہیں عدالت کے چکر نہ لگانے پڑیں اور اگر عدالت یہ فیصلہ کرے کہ یہ موت عدم توجہی سے واقع ہوئی ہے تو لاکھوں ڈالر جرمانہ نہ دینا پڑے کیونکہ کئی ایک ایسے واقعات سامنے آ چکے ہیں۔

اب حال ہی میں انگلستان میں ایک نرس کو عدالت لے جایا گیا ہے ایک چھوٹی سی بچی جس کی عمر صرف گیارہ ماہ تھی ہسپتال میں زیر علاج تھی اور اسے دو نالیاں لگی ہوئی تھیں اس نرس نے ان دو نالیوں کو چیک کرنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے اتارا اور پھر لگایا تو وہ کہتی ہے کہ اس بات کا امکان ہے کہ دونوں غلط جگہ پر لگ گئی ہوں یعنی ایک دوسری کی جگہ پر اور دوسری پہلی کی جگہ پر لیکن بہر حال عدالت میں یہ مقدمہ چل رہا ہے اس نے اپنے آپ کو الزام سے بچانے کے لئے ایک بیان میں یہ بھی کہہ دیا کہ مجھ سے تھوڑی ہی دیر پہلے ایک اور نرس نے بھی اس بچی کو دیکھا تھا بہر حال نالیاں ایک دوسری کی جگہ لگ جانے کے نتیجہ میں بچی کا جسم پھول گیا اور تقریباً ناقابل شناخت ہو گیا۔ وہ چند سیکنڈ ہی میں راہی ملک عدم ہو گئی۔ پراسیکیوٹنگ وکیل نے کہا کہ آکسیجن اس بچی کے خون میں بلاواسطہ داخل ہو گئی اور یہ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ وہ اس کے زیادہ دیر بعد تک زندہ بھی نہ رہی اور اس کا جسم پھول گیا اور خطرناک حد تک اس کی شکل بگڑ گئی۔ کہتے ہیں کہ اس طرح ہو جائے تو موت صرف چند سیکنڈ ہی میں واقع ہو جاتی ہے عام طور پر تو نرسوں کے کام کی ڈاکٹر نگرانی کرتے ہیں لیکن یہ نرس جس کا ۱۴ سالہ طبی تجربہ ہے بغیر ڈاکٹر کی نگرانی کے بھی مریضوں کی دیکھ بھال کرنے کی اہل تھی۔ عدالت میں جب یہ مقدمہ پیش تھا تو والدین کو بتایا گیا کہ کس طرح بچی کی جان بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی فوری طور پر دوسرے ڈاکٹروں کو اطلاع دی گئی اور سب نے مل جل کر کوشش کرنے کا تہیہ کیا لیکن بچی زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکی۔ اس کا جسم بہت زیادہ پھول چکا تھا اور اسے نارمل حالت میں لایا جانا ممکن نہیں تھا۔ پراسیکیوشن نے عدالت کو بتایا ہے کہ ان نالیوں کا آپس میں بدل دینا ایک ایسی عدم توجہگی کا نتیجہ ہے جسے کسی صورت بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اس نرس نے یہ بھی بتایا کہ اس نے بچے کے چیخنے کی آواز سنی تو تھی لیکن جب اس نے اسے دیکھا تو اس کا جسم نیلا ہو چکا تھا اور پھول چکا تھا یہ بچی سانس کی تکلیف کی وجہ سے تین دفعہ پہلے بھی ہسپتال میں داخل ہو چکی تھی۔ گویا کہ اس چھوٹی سی عمر میں اسے سانس کی تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ اسے بار بار ہسپتال میں داخل ہونا پڑتا تھا۔ ایک اور نرس نے یہ بھی بتایا کہ جب مجھے بلایا گیا تو میں نے دیکھا کہ یہ نرس جس پر اب مقدمہ دائر ہے بڑی پریشان تھی اور بچی کے سامنے کھڑی ہو کر اس کی کمر پہ ہاتھ مار رہی تھی۔ شاید اس لئے کہ بچے کا سانس بحال ہو جائے۔ بہر حال طبی دنیا میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ غلط دوائی دے دی گئی۔ غلط انجکشن لگ گیا۔ صحیح طور پر دیکھ بھال نہیں ہو سکی۔ اور ان باتوں کے نتیجے میں بعض اوقات موت واقع ہو جاتی ہے۔ دیکھیں اس مقدمے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

سردی میں گرم کپڑے

پاکستان میں سردی کی جو لہر آئی تھی اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے نتیجے میں متعدد علاقوں میں کئی جانیں تلف ہو گئیں۔ سردی سے بچنے کا ایک علاج تو گرم کپڑے ہیں لیکن سننے میں آیا ہے کہ جہاں سوئٹر، کوٹ، اور اوور کوٹ پرانے کپڑوں کی منڈی میں مل جاتے ہیں وہاں کمبل جن کی عام لوگوں کو زیادہ ضرورت ہے وہ نہیں مل رہے۔ اور کمبلوں کے علاوہ دوسری چیز جو مارکیٹ سے غائب ہے وہ ہیں جوتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بچوں کے لئے تو گرم کپڑے خرید لئے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے لئے کمبل چاہئیں لیکن کمبل نہیں مل رہے باوجود اس کے کہ ہم نے پرانے کپڑوں کی ساری دکانیں چھان ماری ہیں۔ ایک دکان دار نے تبایا ہے کہ آج سے کچھ سال قبل

یہاں خاصی تعداد میں کمبل مل جاتے تھے لیکن ۸۰ء کے دہاکے میں جب مقامی لوگوں نے زیادہ کمبل بنانے شروع کئے تو باہر سے کمبلوں کی درآمد پر پابندی لگا دی گئی۔ ہو سکتا ہے یہ ایک تاثر ہو اور تاثر غلط بھی ہو سکتا ہے لیکن بہر حال سمجھا یہی جاتا ہے کہ مقامی طور پر بنائے جانے والے کمبلوں کو حفاظتی سلوک دینے کے لئے بیرونی کمبلوں کی درآمد بند کر دی گئی تھی۔ پرانے کپڑوں کے تاجروں کے سیکرٹری (کراچی) کا کہنا ہے کہ اگر باہر سے کمبل آنے دیا جائے تو اس کی قیمت ۵۰ء سے ۱۰۰ روپے تک ہو گی۔ لیکن اب جو کمبل یہاں سے خریدے جا رہے ہیں ان کی قیمت ۶۰۰ء سے ۱۵۰۰ روپے تک ہے۔ اور اس کے باوجود مقامی کمبل کی کوالٹی کم تر ہے۔ اسی طرح ایک وقت میں بیرونی ممالک سے پرانے جوتے منگوانے پر پابندی لگا دی گئی تھی اور اس کے نتیجے میں جوتے باہر سے آنے بند ہو گئے۔ جس کا اثر یہ پڑا کہ یہاں کے لوگوں کو جو جوتا ۵۰ء سے ۱۰۰ء روپے تک میں مل جانا چاہیئے تھا اب ۲۵۰ سے لے کر ۱۰۰۰ء روپے تک میں بکتا ہے "جاگر" بہت پسند کیا جاتا ہے۔ لیکن جاگر باہر سے منگوایا نہیں جا سکتا۔ ایک جاگر کے جوڑے کی قیمت ۳۰۰ سے ۵۰۰ روپے تک ہے لیکن اگر باہر سے منگوایا جائے تو وہ لوگوں کو پچاس سے ایک سو روپے تک مل سکتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں چمڑے کے جوتے بنانے والے اتنے طاقتور لوگ ہیں کہ وہ باہر سے جوتے درآمد کرنے کی کبھی اجازت نہیں دیں گے۔ اب سنا گیا ہے کہ پرانے کپڑوں کے تاجروں کی ایسوسی ایشن (کراچی) کا ایک وفد اسلام آباد میں حکام سے مل کر اس سلسلے میں گفت و شنید کرنی چاہتا ہے۔ تاکہ غریب کی مشکل کا حل سوچا جا سکے۔ جب تک یہ چیزیں بیرونی ممالک سے درآمد کرنے کی اجازت نہیں ملے گی اور کھلے بندوں یہ درآمد نہیں کی جائیں گی۔ غریبوں کی مشکلات حل نہیں ہو سکتیں۔ یہ بات ہے جو پرانے کپڑے بیچنے والے کہتے ہیں۔

مہاجر بچے

انگلستان میں ریفوجی کونسل نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ایسے بچے جو اکیلے ہوں اور انگلستان میں مہاجر بن کر آتے ہوں۔ ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے۔ انگلستان کے مختلف علاقوں کا سروے کرنے کے بعد ۲۴۲ بچے جن کی عمریں ۷ سے ۱۵ تک ہیں مہاجرین کی صورت میں ملے ان سب کا یہ کہنا ہے کہ ان کے والدین یا تو فوت ہو چکے ہیں یا وہ کہیں گم ہو گئے ہیں یا وہ جیل میں ہیں یعنی ان باتوں کی وجہ سے چونکہ ان کی پوری دیکھ بھال نہیں کی جا سکتی تھی۔ وہ اپنے ملک چھوڑ کر برطانیہ آ گئے ہیں۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو یا ایسے لوگ جو انہیں کسی مشکل سے بچانا چاہتے ہیں۔ ہوائی جہاز پر بٹھا دیتے ہیں تاکہ وہ انگلستان پہنچ جائیں۔ ان میں ایسے بچے بھی شامل ہیں جنہوں نے فوجی خدمت سے انکار کیا ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثریت ایریٹریا کی ہے اور اس کے علاوہ حبشہ یوگنڈا، صومالیہ اور انگولا سے بھی ان کا تعلق ہے ان میں سے بچوں کی آدھی تعداد ایسی ہے جو انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتی۔ اس لئے انہیں اوروں سے گفتگو کرنے میں انتہائی مشکل پیش آتی ہے نہ وہ صحیح طور پر اپنی ضرورت پیش کر سکتے ہیں نہ ان کی ضرورتیں صحیح طور پر پوری کی جا سکتی ہیں۔ اکثریت تو ایسی ہے جو آ کر اپنے جیسے مہاجرین سے مل جاتی ہے اور ان کی دی گئی مدد پر گذارا کرتی ہے۔ یہ تو بہت بعد میں ہوتا ہے کہ کوئی تنظیم ان کا خیال رکھے۔ مہاجرین کونسل نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ ان بچوں کی ابتدائی دیکھ بھال کا انتظام کرے۔ اس کے لئے ایک ایسوسی ایشن بنائی جا رہی ہے۔ اس کو مالی امداد دے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نئی ایسوسی ایشن کے لئے جو رقم خرچ کی جائے گی وہ اس رقم سے کہیں کم ہے جو عام طور پر حکومت کو ایسے لوگوں پر خرچ کرنی پڑتی ہے

خوراک ۔ جاپانی لائف سٹائل

کہتے ہیں کہ امریکہ کے ۴۰ فی صد بالغ لوگ وٹامن اور منرل ڈرگس باقاعدگی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ ڈرگس جو صحت کو برقرار رکھنے کا کام دیتی ہیں۔ سپر مارکٹس میں آسانی سے مل جاتی ہیں کیونکہ وہاں منجمد خوراک کے کاؤنٹر پر اسطرح رکھی جاتی ہیں کہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف جلد ہی مبذول کروا لیں۔ یہ دراصل اس بات کی علامت ہے کہ امریکہ کے لوگ اپنے متعلق غیر یقینی کیفیت میں رہتے ہیں۔ ان کی خوراک بے قاعدہ بھی ہے اور غیر متوازن بھی۔ یہ بات ایک ڈاکٹر نے جنکا نام کاسٹو روکو انو KATSU ROKU INOUE ہے نے اپنی کتاب "اے وارننگ فرام دی ٹیبل" یعنی کھانے کی میز سے انتباہ" میں لکھی ہے۔ انو یاما ناشی پری فیکچر AYAMANAHHI PRE FECTURE میں ڈاکٹری کی پریکٹس کرتے ہیں اور امریکہ کا اکثر دورہ کرتے رہتے ہیں۔ ان دوروں میں وہ یہ معلوم کرنیکی کوشش کرتے ہیں کہ امریکی سوسائٹی جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ "وقت دولت ہے"، کس طرح کھانا کھاتی ہے۔ ان کے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ زمین دوز گاڑیوں میں جبکہ لوگ گھر سے دفتر اور دفتر سے گھر جا رہے ہوتے ہیں۔ سینما ہالوں میں اور ہسپتالوں اور بنکوں کی انتظار گاہوں میں لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دو کھانوں کے درمیان کچھ تھوڑا سا کھا لیتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کو یہ کیفیت دیکھ کر محسوس ہوا کہ یہ تو بالکل گائے اور گھوڑوں کی طرح بغیر وقفے کے چرتے رہنے والی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب جاپانیوں کا لائف سٹائل بھی اس سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ وہ ایسے مشروب پیتے ہیں جو انکی صحت کو قائم رکھیں۔ اور فیڈریشن آف ہیلتھ انشورنس ایسوسی ایشن کے ایک سروے کے مطابق آٹھ جاپانیوں میں سے ایک جاپانی ایسا ضرور ہے جو صحت قائم رکھنے کے لئے باقاعدگی سے کوئی مشروب پیتا ہے۔ گذشتہ دنوں جب حکومت جاپان نے ۱۹۹۰ء میں طرز زندگی کے متعلق ایک قرطاس ابیض شائع کیا جس میں خاص طور پر کھانے کا بھی ذکر تھا تو اس میں یہ بات نمایاں طور پر سامنے آئی کہ جاپانی لائف سٹائل بھی اب مغربی ملکوں کے مطابق ہوتا جاتا ہے۔ ۳۰ فی صد سے کم بچے ناشتہ اپنے والدین کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور صرف ۵۰ فیصد بچے ایسے ہیں جو رات کا کھانا اپنے والدین کے ساتھ کھاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس تبدیلی کا باعث افرادِ خانہ کی مختلف قسم کی مصروفیات ہیں۔ ایک اور زاویے سے دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ والدین اور بچے پہلے سے بہت زیادہ مصروف ہو گئے ہیں۔ اور موجودہ کیفیت کی ذمہ دار ٹیکنالوجی بھی ہے۔ اور مائیکرو ویو برتنوں کا عام ہو جانا بھی جاپانیوں کا مغربی ممالک کا سا لائف سٹائل اختیار کرنا اس بات سے بھی اجاگر ہوتا ہے کہ ہر سال ۱۲۰۰ بلین ہمبرگر فروخت ہوتے ہیں۔ جن میں ۷۰ سے زیادہ قسم کی اشیاء ڈالی جاتی ہیں۔ بعض ہمبرگر تو ایسے ہیں کہ انہیں صنعتی فروغ کا اعلیٰ نمونہ کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ آجکل کچن میں بھاپ تو نظر ہی نہیں آتی۔ کچن کے کمرے اب تیار شدہ خوراک کے سٹور ہاؤس بن گئے ہیں۔ جہاں تک ناشتے اور رات کے کھانے کا سوال ہے اسکے ساتھ منجمد خوراک کا ہونا عجیب سا لگتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تصور کتنا اچھا ہے کہ والدین اور بچے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں اور کھائیں بھی ایک ہی برتن سے اگر یہ موقعہ ہو خزاں کی رات کا تو وہ اپنی روزمرہ کی زندگی پر غور بھی کریں۔ یہ بات ہم نے مائنیچی ڈیلی نیوز ٹوکیو کے ۲۷ نومبر ۱۹۹۰ء کے شمارے سے لی ہے اور ہمارے قارئین کے لئے مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے انگلستان سے یہ تراشہ ہمیں بھیجا ہے۔

زندگی میں قبر

یورپی ممالک میں ممکن ہے جینا تو آسان ہو لیکن مرنا خاصا مشکل ہے۔ اس لئے کہ تجہیز و تکفین پر بہت سا خرچ اٹھتا ہے لندن کے ایک اخبار انڈی پنڈنٹ نے بتایا ہے کہ ایک شخص جس کی عمر ۶۸ سال ہے۔ اس نے اپنی تدفین کے اخراجات کو کم کرنے کا ایک انوکھا طریقہ سوچا ہے۔ اس شخص نے اپنی قبر کی جگہ خرید لی ہے اور اس پر اپنا کتبہ بھی لگا دیا ہے۔ صرف مرنے کی تاریخ نہیں لکھی۔ ظاہر ہے یہ اس وقت لکھ دی جائے گی۔ جب اسے اس قبر میں دفن کیا جائے گا۔

۱۹۸۳ء میں اس نے یہ جگہ ۱۵۰ پونڈ میں خریدی تھی اور وہ کہتا ہے کہ چونکہ زمینوں کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ اس قبر کی قیمت بھی بڑھی اور اب تک اسے ۱۰۰ پونڈ کا نفع ہو چکا ہے۔ یہ قبر اس نے ایک مقامی قبرستان میں ایک دوست کی قبر کے ساتھ خریدی تھی۔ یہ دوست اب فوت ہو چکا ہے اور یہ زندہ شخص جس کی قبر وہاں موجود ہے اور اس کا انتظار کر رہی ہے۔ اپنی قبر کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے اور اپنے دوست کی بھی۔ اور اس کا یہ خیال ہے کہ یہ خیال جو اسے آیا ہے کہ قبر قبل از وقت خریدی جائے۔ عام طور پر لوگوں کو پسند آئے گا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ کچھ تجارتی طور پر نفع بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس شخص کا نام برٹ ٹامسن

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان ـــــ عبدالسمیع نون

خدا داری چہ غم داری

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی پاک روح پر ہوں۔ کہ جن کی اولاد میں سے حضرت اماں جان سیّدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ بھی تھیں اور جن سے ایک ایسے مقدس خاندان کی داغ بیل پڑی اور ان کی اولاد میں سے ایسے نایاب گوہر پیدا ہوئے جو صدیوں بعد روئے زمین پر نمودار ہوتے ہیں اور اپنی ضو فشانی سے تاریک جہانوں کو روشن اور منوّر کر دیتے ہیں حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا کی سیرت کے متعلق اس وقت کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں ہے آج ان سطور کے لکھنے کی تحریک محترم غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل کے ایک مضمون پڑھنے سے ہوئی جو ۶ ؍اکتوبر ۱۹۹۰ء کی الفضل کی اشاعت میں بعنوان " زندگی میں موت کے متعلق تیاری" حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحب کے متعلق شائع ہوا۔

اس مضمون میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی ایک نہایت ہی روح پرور اور ایمان افروز وصیت نقل کی گئی ہے جو حضرت میر صاحب نے اپنی وفات کے بعد غسل اور تدفین وغیرہ کے انتظامات کے متعلق سپرد قلم فرمائی تھی اس وصیت کا ایک ایک لفظ اس امر کا شاہد ہے کہ حضرت میر صاحب نے سفرِ آخرت پر روانہ ہونے کی اسطرح تیاری کی تھی جس طرح نہایت ہی مرغوب دل پسند اور مسرت آمیز سفر پر جانے کیلئے انسان خوشی خوشی تیاری کرتا ہے۔

میں نے جب ۱۹۴۴ء میں ٹی آئی کالج قادیان میں داخلہ لیا تو اس دوران حضرت میر صاحب کی زیارت اور ملاقات کے لئے آپ کے مکان الصّفہ پر حاضر ہوا کرتا تھا وہ زمانہ تھا جب دارالامان میں رفقائے کرام کافی تعداد میں موجود تھے۔ جن کی تقلید راہ ہدایت پر چلا دیتی تھی ہر ایک کی نرالی شانِ تقویٰ۔ اور ہر ایک پھول کی خوشبو دوسرے سے جدا۔ دامانِ نگہ تنگ، وگل حسن تو بسیار والا معاملہ تھا۔

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب ایک عدیم المثال صوفی۔ نگاہ بلند۔ بلندیٔ کردار تقویٰ کی بارہ یک راہوں پہ گامزن۔ ان کے آقاو مرشد کی یہ خواہش تھی کہ اپنی جماعت کو دینِ حق کے لئے مرنا سکھا دیں چنانچہ حضرت میر صاحب نے اس طرح زندگی بسر کی کہ گویا دنیا کے لحاظ سے زندہ درگور ہی ہو گئے تھے تبھی تو موت ان کے لئے کسی درد و کرب یا اضطراب کا باعث نہ تھی بلکہ وہ شاداں و فرحاں دنیا اور اس کے علائق سے اپنی جھولی جھاڑ کر اپنے خالق و مالک کی طرف سے " میرے پیارے بندوں میں شامل ہو کر مری رضا کی جنتوں میں داخل ہو جا" کا مژدہ سن کر اس کے حضور حاضر ہو گئے۔

الفضل کے متذکرہ بالا مضمون میں حضرت میر صاحب کی وصیت شائع ہوئی جو نثر میں تھی حضرت میر صاحب نے " خدا داری چہ غم داری" کے عنوان کے تحت " اہل خانہ کو وصیت" کے طور پر ایک نظم بھی تحریر فرمائی تھی جس کے پیش لفظ میں لکھا کہ

" یہ وصیت اگرچہ بظاہر ایک ذاتی معاملہ نظر آتا ہے تاہم اس کا مرکزی نقطہ یعنی خدا تعالےٰ پر ہر مصیبت اور ہر حالت میں توکل رکھنا۔ اس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے اس کے لکھنے کی یہ وجہ پیش آئی کہ اس جاڑے میں میرے دمہ کی تکلیف غیر معمولی طور پر لمبی اور سخت ہو گئی تھی یہاں تک کہ اسقدر ضعفِ قلب اس کے سبب سے لاحق ہو گیا کہ کئی دفعہ فوری طور پر موت کا خطرہ محسوس ہوتا تھا اور بہت سی راتیں میں نے ساری کی ساری بیٹھ کر کاٹی ہیں۔ اسی شدت مرض کی حالت میں یہ نظم کہی گئی تھی"

اس نظم کا ایک ایک مصرعہ اس مردِ باصفا کے نورِ قلب کی عکاسی کر رہا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک ربِ کریم اور اپنے محبوب و مطاع حضرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہونے کی خوشخبری سن چکا ہے اور اب پیاروں کے حضور حاضر ہونے کی تمنا ایک تڑپ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ہاں وہ فطری جذبات کا بھی پوری طرح احساس رکھتا ہے اور اپنے بعد پسماندگان کی حالت پر بھی اس کی نظر ہے وہ اپنے عزیزوں کو صبر کی تلقین بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کے نتیجہ میں شیریں ثمرات کے حصول کی پیش خبری بھی سناتا ہے لیکن اپنے سفرِ آخرت پر روانہ ہونے کے لئے بڑے اطمینان کے ساتھ کمربستہ ہو گیا ہے۔ یہ اللہ کے مجذوب کی ایک ایسی شان ہے جو نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

نفسِ مطمئنہ کے اپنے مولیٰ پر کامل توکل اور اپنے اہلِ خانہ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے گویا ایک بیش بہا نسخۂ کیمیا ان کے ہاتھوں میں تھما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

مجھے کیا غم ہو مرنے کا تمہیں کیا غم بچھڑنے کا

خدا دارم چہ غم دارم خدا داری چہ غم داری

اپنے عزیزوں اور پسماندگان کے لئے محبت و ایثار کا اتنا پیارا اظہار اور پھر نہایت ہی دلنشیں انداز میں جو عظمت ایک بلند مقام اور ارفع شان کے حامل عارف باللہ ہی کر سکتا ہے۔ ایسے پیارے وجود کی جدائی کا صدمہ تو اپنوں اور غیروں نے بھی بہت محسوس کیا۔ اور وہی حال ہوا جیسے کسی نے کہا ہے ؎

وقتِ رخصت تسلیاں دیکر اور بھی تو نے بیقرار کیا

تعارف

احمدیہ گزٹ ـــ سکاٹ لینڈ

مرکزی مربی وسیم احمد صاحب چیمہ کی زیرِ نگرانی عبدالغفار صاحب عابد منور احمد صاحب اور بشیر احمد صاحب خالد احمدیہ گزٹ سکاٹ لینڈ سے شائع کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اس گزٹ کی جلد نمبر ۳ کا شمارہ نمبر ۷ جو ماہ نومبر۔ دسمبر ۱۹۹۰ء کا شمارہ ہے موجود ہے۔ اس شمارے میں نصف حصہ انگریزی زبان میں ہے اور نصف حصہ اردو زبان میں انگریزی زبان میں تو بہرحال سکاٹ لینڈ میں پرچے کا شائع ہونا کوئی عجیب بات نہیں۔ لیکن پاکستان سے ہزاروں میل دُور اردو زبان میں بھی پرچہ نکالنا احمدیت کی خدمت کے ساتھ ساتھ اردو زبان کی بھی خدمت ہے۔ اس میں مضامین بھی ہیں اور خبریں بھی۔ بعض دیگر اخبارات کے تراشے بھی اس میں شامل کئے گئے ہیں۔

سکاٹ لینڈ کے احمدیوں کے لئے یہ پرچہ خاص افادیت کا حامل ہے۔ انگریزی حصے میں یوکے کے امیر محترم آفتاب احمد خان صاحب کی ایک تقریر شاملِ اشاعت ہے اور اسی طرح بیت الفضل لندن کے امام مولانا عطاء المجیب صاحب راشد کی ایک تقریر بھی۔

خواتین کی دلچسپی کے لئے اکتوبر ۱۹۹۰ء کی لجنہ رپورٹ بھی شاملِ اشاعت ہے۔ اردو زبان کے حصے میں وسیم احمد صاحب کے تحریر کردہ اداریہ کے علاوہ تحریکِ وقفِ نو کے متعلق اہم ہدایات بھی شاملِ اشاعت کی گئی ہیں۔ ایک نظم کو بھی اس پرچے میں جگہ دی گئی ہے۔ ہم مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ کو اس خوبصورت اور مفید اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں اور اس گزٹ کے سلسلے میں ہر قسم کی کوشش کرنے والے کارکنوں کو بھی اس مبارکباد میں شامل سمجھتے ہیں۔ البتہ یہ کہنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ اگر احمدیہ گزٹ ہر ماہ ہمیں مل جایا کرے تو اس میں بہتوں کا بھلا ہو گا۔ ہو سکتا ہے ہم تک پہنچنے میں اس گزٹ کو بعض مشکلات در پیش ہوں لیکن سکاٹ لینڈ کی جماعت کے لئے اس پرچے کے بھیج دینے میں یقیناً کوئی مشکلات نہیں ہو سکتیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اب آئندہ احمدیہ گزٹ ہمیں باقاعدگی کے ساتھ ملتا رہے گا۔ اسی طرح ہم اپنی دیگر بیرونی جماعتوں سے بھی گذارش کرتے ہیں کہ اگر آپ کوئی گزٹ۔ اخبار احمدیہ یا کوئی رسالہ شائع کرتے ہیں تو ہمیں بھی ضرور بھیجا کیجیئے۔ الفضل تو امید ہے کہ آپ سب صاحبان کو ملتا ہی ہو گا۔

(ا۔ م۔ س)

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں

" تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پا دیں"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد انور ہاشمی صاحب نوشہرہ ایک لمبے عرصے سے جوڑوں اور پٹھوں کے درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم ہدایت اللہ اڈو صاحب صدر جماعت احمدیہ مسن باڈہ ضلع لاڑکانہ بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

○ محترم میاں عبداللطیف صاحب شاہ کوٹی کراچی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

○ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب کاہلوں راولپنڈی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ محترمہ والدہ نزہت تشت منیر احمد خان صاحب بیمار رہتی ہیں۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سانحہ ارتحال

○ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالسلام خان صاحب آف کوئٹہ مختصر علالت کے بعد یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو تقریباً سوا بارہ بجے وفات پاگئیں۔ ۲، جنوری کی شب جنازہ کوئٹہ سے ربوہ لایا گیا۔ مکرم محمود احمد صاحب شاہد سابق صدر خدام الاحمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد عام قبرستان میں امانتاً تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے پر مکرم ملک برکت اللہ صاحب نے دعا کرائی۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر کارکن وقف جدید ربوہ کو مورخہ ۲۰، دسمبر ۱۹۹۰ء کو تیسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "ذیشان احمد" نام عطا فرمایا ہے۔

○ مکرم گوہر مقصود صاحب و محترمہ لبنیٰ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰، نومبر ۱۹۹۰ء کو بیٹی عطا کی ہے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام "شمامہ صدف" رکھا ہے۔ بچی وقفِ نو میں شامل ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ۹، اپریل ۱۹۸۹ء کو بیٹا عطا فرمایا تھا۔ جس کا نام حضور نے 'معوّذ' رکھا تھا یہ بچہ بھی وقفِ نو کی فہرست میں شامل ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو نیک اور صالح بنائے اور صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔

نمایاں کامیابی

○ خدا کے فضل سے عزیزہ عابدہ اکرم بنت مکرم محمد اکرم رانا صاحب رحمٰن آباد۔ نوابشاہ نے نویں جماعت کے سائنس گروپ میں حیدرآباد بورڈ سے ۴۰۰/۳۴۵ نمبر لے کر پورے نوابشاہ ضلع میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ خدا کے فضل سے عزیزہ ابتداء ہی سے پوزیشن حاصل کرتی رہی ہے۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کی اس اعلیٰ کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور عزیزہ کو دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

عزیزہ کے نکاح کا اعلان ۲۹، دسمبر ۱۹۸۹ء کو بیت المبارک ربوہ میں مکرم محمود الغنی سردار صاحب ابن مکرم سردار عبدالسمیع صاحب کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر ہوا تھا۔

بارات لاہور سے ایک بجے دوپہر ربوہ پہنچی۔ ۳ بجے تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی جس میں مکرم طاہر محمود صاحب مربی سلسلہ نے تلاوت کی۔ بشارت محمود صاحب نے درثمین سے دعائیہ اشعار پڑھے اور آخر میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے رشتے کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ ۲۸، دسمبر ۱۹۹۰ء کو مکرم سردار صاحب نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان رشتوں کو ہر جہت سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ فرمائے۔

آپ کا خط ملا

شازیہ رشیدہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپ کو بہت سے تعریفی خط ملتے ہونگے۔ میں آج آپ کو تنقیدی خط لکھ رہی ہوں اور اُمید کرتی ہوں کہ تعریفی خطوط کی طرح آپ اسکو بھی الفضل میں جگہ دیں گے۔"

کل کا الفضل پڑھا۔ آپ کا اداریہ جو کہ خلیج کے متعلق تھا۔ پڑھ کر افسوس ہوا یوں لگ رہا تھا جیسے آپ کسی دوسرے ملک گئے ہوئے ہیں۔ اور آپ کو اُس ملک میں دنیا کے حالات کے بارہ میں علم نہیں ہو رہا ویسے میں آپ کو بتائے دیتی ہوں کہ خلیج کی جنگ شروع ہو چکی ہے اور آج چوتھا دن ہے۔ جب کہ آپ کے اداریہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ جنگ ابھی شروع نہیں ہوئی۔

اُمید ہے کہ آپ میری یہ گستاخی معاف کریں گے اگر آپ کو ناگوار گزری ہو تو۔ ویسے الفضل نمبر بے تحاشہ دلچسپ اور اچھا ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

ہمارے گھر اخبار الفضل دو تین دن کے بعد اور کبھی چار پانچ دن کے بعد آتا ہے نا غے کے یہ دن کس طرح بے چینی سے گزرتے ہیں۔ سارا دن بار بار دروازے کے پاس دیکھنا پڑتا ہے کہ ڈاک آئی کہ نہیں۔ ڈاک نہ آنے پر دل پیاسا ہی رہتا ہے اور جب دو چار پانچ اخبار آتے ہیں تو پیاسا دل سیر ہونے کیلئے دنیا و مافیہا سے بے خبر اس علم کے خزانے اور روح کی چاشنی کو لے کر مگن ہو جاتا ہے آپ کی نظمیں، قطعے اور رنگا رنگ مضمون پڑھنے میں ایسی محو ہو جاتی ہوں کہ یاد ہی نہیں رہتا کہ چولہے پر ہانڈی رکھی ہوئی ہے۔ یا تو اجلا بھنا جا رہا ہے۔ آپ کی ادارت میں اخبار الفضل نیا رنگ اور نئی چاشنی سے دن بدن ترقی کی راہ پر تیزی سے قدم آگے سے آگے بڑھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت والی لمبی زندگی عطا کرے ہر آن آپ کا محافظ ہو اخبار کو نئی رونقیں دینے نظموں کے رنگا رنگ مہکتے پھول کھلانے کی توفیق عطا کرے۔ آخر میں اپنی صحت کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔ تقریباً ایک سال سے بیمار چلی آرہی ہوں کمزوری بہت ہو گئی ہے اپنے اس خط میں میں اپنی بہن ممتاز فقر اللہ کو بہت بہت سلام کہنا چاہتی ہوں اللہ تعالےٰ ان کو صحت عطا کرے ان کا نام الفضل میں پڑھ کر پرانی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

ایک بہن

بقیہ: ص۳ سے آگے

ہے کہ تم میری گردن لمبی کر کے کاٹنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی گردن ٹھوڑی سے کاٹ دی۔ اور کہا کہ تیری یہ آخری حسرت بھی پوری نہیں کی جائے گی۔ اب انجام کے لحاظ سے دیکھو تو ابوجہل کی موت کتنی ذلت کی موت تھی جس کی گردن اپنی زندگی میں ہمیشہ اونچی رہا کرتی تھی۔ وفات کے وقت اس کی گردن ٹھوڑی سے کاٹی گئی اور اس کی یہ آخری حسرت بھی پوری نہ ہوئی۔ پھر چونکہ کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں گڑھے کھودا کرتے تھے اور مسلمانوں کو پتھروں پر گھسیٹتے تھے۔ اور آپ کی یہ پیش گوئی تھی کہ ایک دن ان کفار کو بھی بالوں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔ اس لئے بدر کی جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ کفار کی لاشوں کو ایک اندھے کنوئیں میں گرا دیا جائے آپ کے اس حکم کے مطابق صحابہؓ نے کفار کی لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر ایک اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل دونوں کی پیدائش اور وفات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے وقت جو ناقابلِ التفات نظر آتا تھا۔ وفات کے وقت وہ سید عرب بنا۔ لیکن جو سید عرب نظر آتا تھا وفات کے وقت وہ نہایت ہی ذلیل وجود ثابت ہوا۔ غرض بعض دفعہ ایک چیز کی ابتداء اور ہوتی ہے اور انتہا اور

بقیہ: ص۱ سے آگے

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے نواسے کے متعلق ایسا ہی کہہ دیتے مگر آپؐ نے اس کو ٹوکا اور اس کی حرکت کو نظر انداز نہیں کیا۔"

(خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ ۲- جولائی ۱۹۲۵ء)

بقیہ: ص سے آگے

BERT TOMSON ہے اور اس نے پلاسٹک تابوت کے متعلق بھی معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ پلاسٹک تابوت لکڑی کے تابوت سے زیادہ سستے رہیں گے۔ اور اس سے ماحولیات پر بھی بُرا اثر نہیں پڑے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نجات یافتہ کی علامت

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں :

"اس جگہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ پچھلی علامتوں سے انسان یہ تو معلوم کر سکتا ہے کہ میں نجات کی طرف جا رہا ہوں۔ لیکن اسے یہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ نجات حاصل کر چکا ہے۔ گو اس کا یہ جواب ہو سکتا ہے اور ہے کہ پہلی باتیں جو بیان کی گئی ہیں جب وہ کثرت سے اور شدّت سے پیدا ہو جائیں تو انسان سمجھ لے کہ نجات حاصل ہو گئی ہے۔ لیکن انسانی فطرت چاہتی ہے کہ قیاس سے بڑھ کر علم اسے حاصل ہو۔ اور اس فطرتی تقاضا کو صرف (دینِ حق) ہی پورا کرتا ہے۔ اور کوئی مذہب نہیں کرتا۔ نجات یا فلاح اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لینے کا نام ہے۔ اور نجات کا یقین کسی کو تب ہی ہو سکتا ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی دوستی اور محبت کے آثار نظر آنے لگ جائیں۔ دیکھو اگر کوئی شخص یہاں بیٹھا ہو اور اسے کہا جائے کہ بادشاہ تم پر خوش ہے تو اسے کس طرح معلوم ہو گا۔ اسی طرح کہ بادشاہ کی خوشنودی کی اسے چٹھی آ جائے۔ یا پھر اس طرح کہ بادشاہ سے وہ خود ملے اور وہ اسے بتائے۔ پس دوستی کا تعلق دو طرح ہی ہو سکتا ہے۔ ۱۔ قولی طریق سے۔ ۲۔ عملی طریق سے۔ یعنی یا تو خدا تعالیٰ اپنے منہ سے کہہ دے کہ میں تمہارا دوست ہوں یا اپنے عمل سے اس بات کو ظاہر کر دے۔ اور جس کو یہ بات حاصل ہو جائے اس کو سمجھنا چاہیئے کہ اسے نجات کا اصل مقام حاصل ہو گیا ہے ورنہ ڈر ہے کہ اسے نجات کے متعلق دھوکا ہی لگا رہے اور اگلے جہان میں جا کر حقیقت کا پتہ لگے۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔"

بیکار نہ رہیئے **نوٹس داخلہ** ہنر سیکھیے

قائم شدہ ۱۹۷۸ء **اشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ** منظور شدہ فون ۵۹۲

AFFILIATED WITH PUNJAB
BOARD OF TECHNICAL
EDUCATION — LAHORE

ادارہ ہذا میں الیکٹریشن اور ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ ٹریڈز میں ٹیکنیکل بورڈ کے سلیبس کے مطابق مدت ۶ ماہ کے کورسز میں فنی تربیت دی جاتی ہے۔ امتحان ٹیکنیکل بورڈ خود ہی لیتا ہے اور وہی کامیاب طلباء کو سرٹیفکیٹس جاری کرتا ہے۔ داخلہ کیلئے تعلیمی قابلیت مڈل/میٹرک ہے۔ ادارہ کے رزلٹس اکثر سو فیصد ہی ہوتے ہیں۔ جون ۱۹۹۰ء میں منعقد ہونے والے امتحان میں جو لاہور میں ہوا تھا۔ اس میں ادارہ کا ایک طالب علم حفیظ احمد رول نمبر ۵۵۹ الیکٹریشن ٹریڈ کے امتحان میں ۳۵۰/۴۰۰ نمبر حاصل کر کے پنجاب بھر میں اوّل رہا۔ اور دونوں ٹریڈز کا رزلٹ بھی سو فیصد رہا۔ ادارہ کے سربراہ اور انسٹرکٹر پاک فضائیہ سے ریٹائرڈ ہیں۔ آسٹریلیا اور امریکہ میں فنی تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ اور کوالیفائیڈ ٹیکنیکل ٹیچر ہیں۔ پاک فضائیہ کے علاوہ ایرانی فضائیہ میں بھی فنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

بیکار نوجوانوں کو ہنر سیکھنا چاہیئے اور ربوہ میں گورنمنٹ آف پنجاب کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۸ء کے مطابق منظور شدہ فنی ادارہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پریکٹیکلز تھیوری سمجھا کر کروائے جاتے ہیں۔ لیبارٹریز جدید سامان سے آراستہ ہیں۔

کلاسیں ۲-۲-۹۱ سے شروع ہونگی

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم خلیج میں امن کے قیام کے سلسلہ میں چھ ملکوں کا دورہ کرنے کے بعد سوموار کی صبح کو واپس اسلام آباد پہنچ گئے۔ اپنے دورہ کے آخری مرحلہ پر انہوں نے شاہ فہد سے تین گھنٹہ تک ملاقات کی سعودی عرب میں انہوں نے اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل سے بھی مذاکرات کئے۔

○ وزیر خارجہ سعودی عرب کے وزیر خارجہ سے مزید مذاکرات کے لئے سعودی عرب ٹھہر گئے ہیں۔

○ نوابزادہ نصر اللہ خان نے خلیجی صورتحال پر غور کرنے کے لئے ۲ فروری کو لاہور میں کل جماعتی کانفرنس طلب کر لی ہے۔ تمام سیاسی اور دینی جماعتوں اور اہم شخصیات کو شرکت کی دعوت دی جا رہی ہے متعدد سیاسی رہنما پہلے ہی شرکت پر آمادگی کا اظہار کر چکے ہیں۔

○ حکومت پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک دوسرے کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ نہ کرنے کے معاہدے کی توثیق شدہ دستاویزات کا تبادلہ ہوا۔ یہ معاہدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۹ء کو اسلام آباد میں ہوا تھا۔

○ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشنو گرافی کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا ہے کہ کویت کے ساحل سے بہنے والا تیل پاکستان کی سمندری حدود میں داخل نہیں ہو گا۔

○ حکومتی سراغرساں اداروں نے مسلح افواج کی اہم شخصیات کے خلاف منافرت پھیلانے کے ایک منصوبہ کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔

○ لاہور ریلوے سٹیشن کے ملازمین نے اپنے ایک ساتھی کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کے طور پر ۲ گھنٹہ کی پہیہ جام ہڑتال کی جس سے متعدد ٹرینیں کئی گھنٹے لیٹ ہو گئیں اور مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

○ معلوم ہوا ہے کہ منگلا ڈیم کے بجلی پیدا کرنے والے ۸ میں سے ۲ ٹربائین خراب ہونے کے باعث بند ہو گئے ہیں جس کے باعث روزانہ ۲۰۰ میگا واٹ بجلی کا نقصان ہو رہا ہے۔ مرمت کے لئے بیرونی ممالک سے پرزے منگوائے جائیں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق پر بڑے زمینی حملے سے پہلے اتحادی فوجوں نے عراقی مورچوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔ عراق کی سپلائی لائن کاٹنے کے لئے ہوائی حملے بھی جاری رہے۔ اس دوران عراقی فضائیہ سے جھڑپ میں عراق کے ۴ مگ طیارے تباہ ہو گئے۔

○ عراق نے اتحادی افواج کے مزید ۵ طیارے گرانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس طرح اب تک عراق کی طرف سے گرائے جانے والے جہازوں یا میزائیلوں کی کل تعداد ۲۶۹ تک پہنچ گئی ہے۔ عراق کے ۴۲ طیارے تباہ ہو چکے ہیں۔

○ خلیج میں بہتے ہوئے تیل کو روکنے کیلئے اتحادی طیاروں نے ایک عراقی آئل ٹرمینل پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا ہے اور تیل کی پائپ لائن کاٹ دی ہے۔ یہ حملہ ماہرین کے مشورہ سے کیا گیا تھا۔

○ اتحادی کمان نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے عراق کے ۱۰ بحری جہاز ڈبو دیئے ہیں یا انہیں نقصان پہنچایا ہے۔

○ ایران میں عراق کے مزید طیارے اتر گئے ہیں۔ اب ان کی کل تعداد ۳۹ ہو گئی ہے۔

○ ترکی نے عراق کے ممکنہ حملہ کے پیشِ نظر اپنی ایک لاکھ ستر ہزار فوج عراق کے بارڈر کے ساتھ لگا دی ہے۔

○ صومالیہ میں باغیوں نے صدارتی محل پر قبضہ کر لیا ہے۔ صدر سید بارے کسی نامعلوم مقام کی طرف فرار ہو گئے ہیں۔

○ ترکی کے دو شہروں اڈانا اور استنبول میں امریکی قونصلیٹ اور امریکی ثقافتی مراکز میں بموں کے دھماکوں کی خبریں ملی ہیں۔

○ سری لنکا کے شمال مشرقی علاقہ میں سرکاری فوجوں نے بمباری کر کے ۲۵ تامل باغیوں کو ہلاک کر دیا۔